Al-Qawārīr - Vol: 05, Issue: 03,
April – June 2024

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

اسلامی اخلاقیات کے نظائر: عہد نبوی ﷺ کی خواتین کے تعاملات کے تناظر میں

Paradigms of Islamic ethics: In the context of the interactions of women in the Prophet's era

Shoaib Siddique
PhD Scholar, Institute of Islamic studies, University of the Punjab, Lahore
Afza Mehboob
M Phil Scholar, institute of Islamic studies, University of the Punjab, Lahore

Version of Record
Received: 10-April-24 **Accepted**: 16-May-24
Online/Print: 25- Jun -2024

ABSTRACT
This study explores the rich tapestry of Islamic ethics as embodied in the lives and interactions of women during the Prophet's era. Through a critical examination of historical accounts and Hadith literature, this research identifies analogs of Islamic ethics in the social, familial, and spiritual relationships of women such as Khadija, Aisha, and Fatima. The analysis reveals that these women exemplified values of compassion, resilience, and moral courage, reflecting the principles of justice, empathy, and righteousness central to Islamic teachings. By uncovering these analogs, this study provides insight into the lived experiences of early Muslim women and offers a nuanced understanding of Islamic ethics in practice, highlighting the significance of gender-inclusive perspectives in the interpretation and application of Islamic values.

Keywords: *Islamic Ethics, Prophet's Era, Hadith Literature, Early Muslim Women, Gender-Inclusive Perspectives*

تعارف موضوع

یہ مطالعہ اسلامی اخلاقیات کی بھرپور ٹیپسٹری کی کھوج کرتا ہے جو پیغمبر کے دور میں خواتین کی زندگیوں اور تعاملات میں مجسم ہے۔ تاریخی حوالوں اور حدیثی لٹریچر کی تنقیدی جانچ کے ذریعے یہ تحقیق خدیجہ، عائشہ اور فاطمہ جیسی خواتین کے سماجی، خاندانی اور روحانی رشتوں میں اسلامی اخلاقیات کے مشابہت کی نشاندہی کرتی ہے۔ تجزیہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان خواتین نے ہمدردی، لچک اور اخلاقی جرأت کی مثالیں پیش کیں، جو اسلامی تعلیمات کے مرکز میں انصاف، ہمدردی اور راستبازی کے اصولوں کی

CC BY

عکاسی کرتی ہیں۔ ان تشبیہات کو کھول کر، یہ مطالعہ ابتدائی مسلم خواتین کے زندہ تجربات کے بارے میں بصیرت فراہم کرتا ہے اور عملی طور پر اسلامی اخلاقیات کے بارے میں ایک باریک بینی سے فہم فراہم کرتا ہے، جو اسلامی اقدار کی تشریح اور اطلاق میں صنف پر مشتمل نقطہ نظر کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اخلاقیات کا موضوع بنیادی حیثیت رکھتا ہے، جو نہ صرف فرد کے ذاتی رویے کو بہتر بنانے کا ذریعہ ہے بلکہ معاشرتی نظام کو بھی مستحکم کرتا ہے۔ قرآن وحدیث میں اخلاقیات کو بہت اہمیت دی گئی ہے اور اسے اسلامی تعلیمات کا جزو لازم قرار دیا گیا ہے۔ عہد نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ذات اقدس نے مسلمانوں کے لئے اخلاقی معیارات مقرر کیے، جو نہ صرف مذہبی بلکہ سماجی، معاشی اور سیاسی زندگی کے تمام پہلوؤں میں شامل ہیں۔ اس مقالے کا موضوع "اسلامی اخلاقیات کے نظائر: عہد نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خواتین کے تعاملات کے تناظر میں" ہے، جس کا مقصد اسلامی اخلاقیات کو عہد نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خواتین کے کردار اور تعاملات کے ذریعے سمجھنا اور پیش کرنا ہے۔ عہد نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خواتین نے اسلام کی تعلیمات کو اپنے عمل سے ظاہر کیا اور معاشرتی اصلاحات میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ان خواتین نے زندگی کے مختلف شعبوں میں اسلام کی اخلاقی تعلیمات کو عملی جامہ پہنایا، جس سے نہ صرف ان کے اعلیٰ اخلاقی کردار کی عکاسی ہوتی ہے بلکہ اسلامی معاشرت میں خواتین کی اہمیت اور ان کے کردار کی بنیادیں بھی واضح ہوتی ہیں۔

ضرورت واہمیت

اسلامی اخلاقیات کا مطالعہ اس لیے ضروری ہے کہ یہ انسان کی زندگی کے ہر پہلو پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ انسان کے ذاتی اخلاق، معاشرتی رویے، اور خدا کے ساتھ تعلق کو منظم کرتا ہے۔ عہد نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خواتین کے کردار کا مطالعہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کیسے اسلامی تعلیمات کو عملی زندگی میں اپنایا جا سکتا ہے اور ان کے ذریعے معاشرتی اصلاحات کی جا سکتی ہیں۔ ان خواتین کے اخلاقی نمونے نہ صرف اس دور کے مسلمانوں کے لیے بلکہ آج کے مسلمانوں کے لیے بھی رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ اس تحقیق کے مقاصد میں شامل اسلامی اخلاقیات کے ان اصولوں کو اجاگر کرنا ہے جو عہد نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خواتین کے کردار اور تعاملات میں نمایاں ہیں۔ ان اصولوں کا مطالعہ ہمیں اس بات کا موقع فراہم کرتا ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات کو آج کے دور کے مسائل اور چیلنجز کے حل کے لئے کیسے استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ، اس مقالے کا ایک اور مقصد یہ بھی ہے کہ ہم ان خواتین کے کردار سے سیکھیں اور اپنی زندگی میں ان کے اخلاقی اصولوں کو اپنائیں۔

اسلامی اخلاقیات کی اہمیت صرف مذہبی نقطہ نظر سے نہیں ہے بلکہ یہ انسانیت کے لئے بھی اہم ہیں۔ یہ ایک مکمل نظام ہے جو فرد اور معاشرت کو بہتر بنانے کے لئے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ عہد نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خواتین کی زندگیوں میں ان اصولوں کی عملی تطبیق ہمیں اس بات کی یاد دہانی کراتی ہے کہ اسلام نہ صرف ایک مذہب ہے بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کے ہر

مسئلے کا حل فراہم کرتا ہے۔ ہم اسلامی اخلاقیات کے ان پہلوؤں پر غور کریں گے جو عہد نبوی ﷺ کی خواتین کے کردار میں واضح ہیں۔ ہم ان خواتین کے عملی کردار، ان کے اخلاقی اصولوں، اور ان کے معاشرتی رویے کا تجزیہ کریں گے۔ اس کے علاوہ، ہم اس بات پر بھی غور کریں گے کہ کیسے آج کے دور میں ان اصولوں کو نافذ کیا جا سکتا ہے اور کیسے ہم ان سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ ہمیں اپنی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں اسلامی تعلیمات کو اپنانے کا بھی موقع فراہم کرے گا۔ یہ مقالہ ان تمام افراد کے لئے مفید ثابت ہوگا جو اسلامی تعلیمات اور عہد نبوی ﷺ کی خواتین کے کردار کو سمجھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

عہد نبوی ﷺ میں خواتین کا کردار

ابتدائی حالات اور سماجی پس منظر

عہد نبوی ﷺ سے قبل جزیرہ نما عرب میں خواتین کی حیثیت کمزور اور ناگفتہ بہ تھی۔ جاہلیت کے دور میں خواتین کو عام طور پر کم تر سمجھا جاتا تھا اور ان کے حقوق محدود تھے۔ عورتوں کو صرف ایک "ملکیت" سمجھا جاتا تھا، جنہیں خریدا اور بیچا جا سکتا تھا۔ ان کی حیثیت مردوں کے زیر تسلط تھی، اور ان کے حقوق کو سختی سے محدود کیا گیا تھا۔ جاہلیت کے دور میں اکثر لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا، جو کہ ایک عام اور افسوسناک عمل تھا۔ عرب سماج میں عورتوں کے حقوق اور ان کی عزت و احترام کا تصور بہت کمزور تھا۔ شادی، طلاق، وراثت، اور گواہی کے معاملات میں عورتوں کا کوئی کردار نہ تھا۔ ان کی مرضی کے بغیر ان کی شادی کر دی جاتی تھی اور انہیں طلاق دی جا سکتی تھی۔ عورتوں کے مال و دولت پر ان کے حقوق نہیں تھے اور ان کی وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔ انہیں مردوں کے برابر نہیں سمجھا جاتا تھا، بلکہ انہیں ایک کمزور اور کم تر مخلوق کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔[1]

عہد نبوی ﷺ میں جب اسلام کا نور پھیلا تو اس نے عورتوں کی اس ذلت آمیز حالت کو ختم کرنے کے لئے ایک انقلابی قدم اٹھایا۔ اسلام نے عورتوں کو ان کے جائز حقوق دیے اور انہیں معاشرتی مقام عطا کیا۔ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کے حقوق کے حوالے سے جو تعلیمات پیش کیں، وہ عرب معاشرے میں ایک انقلابی تبدیلی کا باعث بنیں۔ اسلام نے عورتوں کی عزت و احترام کو نہ صرف فروغ دیا بلکہ انہیں مردوں کے برابر حقوق دیے۔

اسلام کے ظہور کے بعد کی تبدیلیاں

اسلام کے ظہور کے بعد خواتین کی حالت میں نمایاں تبدیلیاں آئیں۔ قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ نے عورتوں کو ان کے حقوق دینے کے لئے واضح احکام دیے۔ اسلام نے خواتین کو معاشرتی، معاشی، اور قانونی حقوق دیے، جو اس وقت کے عرب معاشرت میں ایک انقلابی قدم تھا۔ اسلام نے خواتین کو وراثت میں حصہ دیا، جو کہ ایک انقلابی قدم تھا۔ قرآن میں صراحتاً ذکر

کیا گیا کہ خواتین کو ان کے والدین، شوہر، اور بچوں سے وراثت میں حصہ ملنا چاہیے۔ یہ خواتین کے معاشرتی اور معاشی حقوق کو تسلیم کرنے کی ایک مثال ہے۔ اس سے قبل خواتین کو وراثت میں حصہ نہیں ملتا تھا اور ان کے مال و دولت پر ان کا کوئی حق نہیں تھا۔ اسلام نے شادی اور طلاق کے معاملات میں بھی خواتین کو حقوق دیے۔ نبی کریم ﷺ نے نکاح کو ایک معاہدہ قرار دیا اور عورتوں کو اس معاہدے میں شامل ہونے کا حق دیا۔ ان کی مرضی کے بغیر ان کی شادی نہیں کی جا سکتی تھی اور انہیں طلاق دینے کے معاملات میں بھی ان کی مرضی کا احترام کیا جانا ضروری تھا۔ اس سے قبل خواتین کو ان کے حقوق سے محروم رکھا جاتا تھا اور ان کی مرضی کے بغیر ان کی شادی کر دی جاتی تھی۔ اسلام نے خواتین کو تعلیم کا حق دیا اور انہیں علم حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔" اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام نے خواتین کی تعلیم کو بھی اہمیت دی اور انہیں علم حاصل کرنے کا حق دیا۔ اسلام نے خواتین کو نہ صرف دینی تعلیم بلکہ دنیاوی تعلیم بھی حاصل کرنے کا حق دیا۔[2]

خواتین کے حقوق اور ان کی اہمیت

اسلام نے خواتین کے حقوق کو تسلیم کیا اور انہیں ایک معزز مقام عطا کیا۔ نبی کریم ﷺ نے خواتین کے حقوق کے بارے میں جو تعلیمات دی ہیں، وہ عورتوں کے احترام اور ان کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ کے حکم کے تحت اپنے نکاح میں لیا ہے۔" اسلام نے عورتوں کو ان کی عزت و احترام کا حق دیا اور انہیں معاشرتی زندگی میں اہم مقام عطا کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ بہترین ہے، اور میں تم میں سب سے زیادہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ بہترین ہوں۔" اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ بہترین سلوک کی تلقین کی ہے اور عورتوں کے حقوق کا احترام کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اسلام نے خواتین کو معاشرتی زندگی میں بھی حصہ لینے کا حق دیا۔ عہد نبوی ﷺ میں خواتین نے نہ صرف دینی معاملات میں بلکہ معاشرتی اور سیاسی معاملات میں بھی حصہ لیا۔ حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت فاطمہؓ اور دیگر صحابیاتؓ نے اسلامی معاشرت میں اہم کردار ادا کیا اور نبی کریم ﷺ کی سیرت کو لوگوں تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ عہد نبوی ﷺ کی خواتین نے اسلامی معاشرت کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے نہ صرف اسلامی تعلیمات کو اپنے عمل سے ظاہر کیا بلکہ معاشرتی اصلاحات میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ ان خواتین نے اسلامی تعلیمات کو عملی زندگی میں نافذ کیا اور اپنے عمل سے ثابت کیا کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلامی اخلاقیات کے تناظر میں عہد نبوی ﷺ کی خواتین کے کردار کا مطالعہ ہمیں اس بات کی یاد دہانی کراتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو ان کے حقوق دیے اور ان کی عزت و احترام کو فروغ دیا۔ نبی

کریم ﷺ کی تعلیمات اور خواتین کے حقوق کے حوالے سے ان کے احکامات کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہماری زندگی کے لئے بہت اہم ہے۔

خلاصہ یہ کہ عہد نبوی ﷺ کی خواتین نے اسلامی معاشرت کے قیام اور فروغ میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اسلامی تعلیمات کو اپنی زندگی میں عملی جامہ پہنایا اور معاشرتی اصلاحات میں بھرپور حصہ لیا۔ ان کا کردار ہمیں اس بات کی یاد دہانی کراتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو ان کے حقوق دیے اور ان کی عزت و احترام کو فروغ دیا۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور ان کے عمل کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہماری زندگی کے لئے بہت اہم ہے۔[3]

اسلامی اخلاقیات کے بنیادی اصول

تقویٰ اور پرہیزگاری

اسلامی تعلیمات میں تقویٰ کا مفہوم دل کی ایسی حالت ہے جس میں انسان اللہ کے خوف اور اس کی محبت کی بنا پر گناہوں سے بچتا ہے اور نیک اعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تقویٰ ایک وسیع تر مفہوم رکھتا ہے جو محض ظاہری عبادات تک محدود نہیں بلکہ دل کی پاکیزگی، نیت کی درستگی، اور اعمال کی اخلاص پر بھی مشتمل ہے۔ قرآن مجید اور حدیث میں تقویٰ کو ایمان کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے، اور یہ ایک مومن کی زندگی کا مرکز ہونا چاہئے۔ تقویٰ کے ذریعے انسان اللہ کے قریب ہوتا ہے اور دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔

عدل و انصاف

عدل و انصاف اسلام کا ایک بنیادی اصول ہے جو قرآن و سنت میں بار بار بیان کیا گیا ہے۔ عدل کا مطلب ہے کسی بھی معاملے میں حق اور انصاف کو قائم رکھنا، چاہے وہ اپنے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اسلام ہر مسلمان کو انصاف کی ترغیب دیتا ہے اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں عدل و انصاف کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا اور مسلمانوں کو اس کی پیروی کرنے کی تاکید کی۔ عدل و انصاف کے اصول کو اپنانا اسلامی معاشرت کی بنیاد ہے جو امن و سکون کا ضامن ہے۔

حسن اخلاق

اسلام میں حسن اخلاق کی بہت اہمیت ہے اور اسے دین کا جزو لاینفک قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں حسن اخلاق کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں جن سے مسلمانوں کو سیکھنا چاہیے۔ حسن اخلاق میں سچائی، امانتداری، رحم دلی، بردباری، اور

خوش اخلاقی شامل ہیں۔ ایک مسلمان کے لئے حسن اخلاق کے اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ اس کے ایمان کی علامت ہے۔ حسن اخلاق کے ذریعے انسان نہ صرف اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے بلکہ لوگوں کے دل بھی جیتتا ہے۔

سخاوت اور صبر

سخاوت اور صبر اسلام کے اہم اصول ہیں جو ایک مسلمان کی زندگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سخاوت سے مراد اپنے مال و دولت، علم، یا وقت کو دوسروں کی مدد کے لئے خرچ کرنا ہے۔ اسلام مسلمانوں کو سخاوت کی ترغیب دیتا ہے اور بخیلی سے روکتا ہے۔ صبر ایک ایسی خوبی ہے جو انسان کو مشکلات اور مصائب کے وقت میں ثابت قدمی سے گزارتی ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں صبر کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اس کے اجر کی بشارت دی گئی ہے۔ سخاوت اور صبر کے ذریعے انسان نہ صرف اللہ کی رضا حاصل کرتا ہے بلکہ معاشرتی ہم آہنگی بھی پیدا کرتا ہے۔

عہد نبوی ﷺ کی خواتین کے اہم کردار

1: حضرت ام اسید سلامہ کے تعاملات

حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے اپنے ولیمہ کی دعوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی، اس دن ان کی بیوی (ام اسید سلامہ) ہی مہمانوں کی خدمت کر رہی تھیں۔ زوجہ ابو اسید نے کہا تم جانتے ہو میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کس چیز کا شربت تیار کیا تھا پتھر کے کونڈے میں رات کے وقت کچھ کھجوریں بھگو دی تھیں اور دوسرے دن صبح کو آپ کو پلا دی تھی۔

2: اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا کے تعاملات

اسماء بنت ابو بکر ابو بکر کی بیٹی تھیں، جو پیغمبر اسلام کے قریبی ساتھیوں میں سے ایک اور اسلام کے پہلے خلیفہ تھیں۔ اسماء اپنی مہمان نوازی کے لیے جانی جاتی تھیں اور اکثر مہمانوں کی میزبانی کرتی تھیں، جن میں پیغمبر اسلام اور ان کے صحابہ بھی شامل تھے۔ وہ ان سے ملنے آنے والوں کو کھانا، پینے اور آرام فراہم کرنے کے لیے بہت سعی وجدوجہد کرتیں۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی ہجرت کا ارادہ کیا تو میں نے (والد ماجد حضرت) ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر آپ کے لیے سفر کا ناشتہ تیار کیا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب آپ کے ناشتے اور پانی کو باندھنے کے لیے کوئی چیز نہیں ملی، تو میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بجز میرے کمر بند کے اور کوئی چیز اسے باندھنے کے لیے نہیں ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ پھر اسی کے دو ٹکڑے کر لو۔ ایک سے ناشتہ باندھ دینا اور دوسرے سے پانی، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، اور اسی وجہ سے میرا نام 'ذات النطاقین' (دو کمر بندوں والی) پڑ گیا۔

3: صحابیہ ام شریک رض کے تعاملات

صحابیات عرب کی معاشرتی روایت اور اسلامی شعار یعنی اکرام ضیوف میں اس قدر بڑھ کر تھیں کہ بعض صحابیات اپنے اسی وصف سے معروف و مشہور ہو گئیں تھیں۔ جیسے کہ ذیل کی طویل حدیث میں حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کا ذکر اسی وصف سے اتصاف سے مذکور ہے۔

ابن بریدہ نے ہمیں حدیث بیان کی، کہا: مجھے عامر بن شراحیل شعبی نے جن کا تعلق شعب ہمدان سے تھا، حدیث بیان کی، انھوں نے ضحاک بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا، وہ اولین ہجرت کرنے والوں میں سے تھیں کہ آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی حدیث بیان کریں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (بلاواسطہ) سنی ہو۔ وہ بولیں کہ اچھا، اگر تم یہ چاہتے ہو تو میں بیان کروں گی۔ انہوں نے کہا کہ ہاں بیان کرو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ابن مغیرہ سے نکاح کیا اور وہ ان دنوں قریش کے عمدہ جوانوں میں سے تھے، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلے ہی جہاد میں شہید ہو گئے۔ جب میں بیوہ ہو گئی تو مجھے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے چند کے ساتھ آ کر نکاح کا پیغام دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مولیٰ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لئے پیغام بھیجا۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث سن چکی تھی کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھے، اس کو چاہئے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ سے بھی محبت رکھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس بارے میں گفتگو کی تو میں نے کہا کہ میرے کام کا اختیار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے چاہیں نکاح کر دیجئیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ام شریک کے گھر چلی جاؤ اور ام شریک انصار میں ایک مالدار عورت تھی اور اللہ کی راہ میں بہت زیادہ خرچ کرتی تھیں، اس کے پاس مہمان اترتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ بہت اچھا، میں ام شریک کے پاس چلی جاؤں گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ام شریک کے پاس مت جا اس کے پاس مہمان بہت آتے ہیں اور مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ کہیں تیری اوڑھنی گر جائے یا تیری پنڈلیوں پر سے کپڑا ہٹ جائے اور لوگ تیرے بدن میں سے وہ دیکھیں جو تجھے برا لگے گا۔ تم اپنے چچا کے بیٹے عبداللہ بن عمرو ابن ام مکتوم کے پاس چلی جاؤ اور وہ بنی فہر میں سے ایک شخص تھا اور فہر قریش کی ایک شاخ ہے اور وہ اس قبیلہ میں سے تھا جس میں سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ پھر سیدہ فاطمہ نے کہا کہ میں ان کے گھر میں چلی گئی۔[4]

4:فاطمہ بنت قیس کے تعاملات

فاطمہ بنت قیس رض بھی ان صحابیات میں شامل ہیں جو مہمان نوازی کی صفت سے متصف ہیں۔ اور صحابیات کی مہمان نوازی کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے نظر آتی ہیں۔ تفصیلات واحوال مندرجہ ذیل ہیں۔

قرہ نے ہمیں حدیث بیان کی، (کہا:) ہمیں سیار ابوالحکم نے حدیث بیان کی، (کہا:) ہمیں شعبی نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہم فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، انہوں نے ابن طاب کی تازہ کھجوروں سے ہماری ضیافت کی، اور ہمیں عمدہ جَو کے ستو پلائے، اس کے بعد میں نے ان سے ایسی عورت کے بارے میں پوچھا جسے تین طلاقیں دی گئی ہوں کہ وہ عدت کہاں گزارے گی؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے میرے شوہر نے تین طلاقیں دیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دی کہ میں اپنے گھرانے میں عدت گزاروں۔ (ابن مکتوم ان کے عزیز تھے)[5]

5:اسماء بنت ابی بکر رض کے تعاملات

رسول اللہ ص اپنی صحابیات کو تعلیم و تعلم کا خوب اہتمام فرماتے۔ چنانچہ حضرت اسماء کو چند باتوں کی تلقین فرماتے ہوئے مال کے خرچ کی تلقین کی۔ اور انفاق مال کے مصارف میں مہمان نوازی کا پہلو بھی پنہاں و مضمر ہے۔ تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں۔

حفص بن غیاث نے ہشام سے انھوں نے فاطمہ بنت منذر سے اور انھوں نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روا یت کی انھوں کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "(مال کو) خرچ۔۔۔ یا ہر طرف پھیلاؤ یا (پانی کی طرح) بہاؤ ۔۔۔ اور گنو نہیں ورنہ اللہ بھی تمھیں گن گن کر دے گا۔[6]

6:حضرت ام معبد کے تعاملات

ہجرت کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے رسول معظم اپنے رفیق مکرم کے ساتھ جب ام معبد کے خیمے کے پاس سے گزرے تو انہوں نے جس خلوص سے ضیافت فرمائی ان واقعات کو آج تک یاد کیا جاتا ہے۔ جہاں یہ واقعہ ہجرت کے تعلق سے تاقیامت یاد رکھا جائے گا وہیں پر عرب معاشرے اور اسلامی ثقافت کی روایت ثقافتیہ کو ایک صحابیہ کے عمل میں اجاگر ہوتا بھی دیکھا جائے گا۔

ابن شہاب نے بیان کیا اور مجھے عبد الرحمن بن مالک مدلجی نے خبر دی، وہ سراقہ بن مالک بن جعشم کے بھتیجے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں خبر دی اور انہوں نے سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے اور یہ پیش کش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اگر کوئی شخص قتل کر دے یا قید کر لائے تو اسے ہر ایک کے بدلے میں ایک سو اونٹ دیئے جائیں گے۔ میں اپنی قوم بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کا ایک آدمی سامنے

آیااور ہمارے قریب کھڑا ہو گیا۔ ہم ابھی بے ٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا سراقہ !ساحل پر میں ابھی چند سائے دیکھ کر آرہا ہوں میرا خیال ہے کہ وہ محمد اور ان کے ساتھی ہی ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) سراقہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں سمجھ گیا اس کا خیال صحیح ہے لیکن میں نے اس سے کہا کہ وہ لوگ نہیں ہیں میں نے فلاں فلاں آدمی کو دیکھا ہے ہمارے سامنے سے اسی طرف گئے ہیں۔ اس کے بعد میں مجلس میں تھوڑی دیر اور بیٹھا رہا اور پھر اٹھتے ہی گھر گیا اور لونڈی سے کہا کہ میرے گھوڑے کو لے کر ٹیلے کے پیچھے چلی جائے اور وہیں میرا انتظار کرے، اس کے بعد میں نے اپنا نیزہ اٹھایا اور گھر کی پشت کی طرف سے باہر نکل آیا میں نیزے کی نوک سے زمین پر لکیر کھینچتا ہوا چلا گیا اور اوپر کے حصے کو چھپائے ہوئے تھا۔ (سراقہ یہ سب کچھ اس لئے کر رہا تھا کہ کسی کو خبر نہ ہو ورنہ وہ بھی میرے انعام میں شریک ہو جائے گا) میں گھوڑے کے پاس آکر اس پر سوار ہوا اور صبار فتاری کے ساتھ اسے لے چلا، جتنی جلدی کے ساتھ بھی میرے لئے ممکن تھا، آخر میں نے ان کو پا ہی لیا۔ اسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مجھے زمین پر گرادیا۔ لیکن میں کھڑا ہو گیا اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا اس میں سے تیر نکال کر میں نے فال نکالی کہ آیا میں انہیں نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں۔ فال (اب بھی) وہ نکلی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن میں دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیروں کے فال کی پرواہ نہیں کی۔ پھر میرا گھوڑا مجھے تیزی کے ساتھ دوڑائے لئے جارہا تھا۔ آخر جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سنی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف کوئی توجہ نہیں کر رہے تھے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بار بار مڑ کر دیکھتے تھے، تو میرے گھوڑے کے آگے کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے جب وہ ٹخنوں تک دھنس گیا تو میں اس کے اوپر گر پڑا اور اسے اٹھنے کے لئے ڈانٹا میں نے اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے پاؤں زمین سے نہیں نکال سکا۔ بڑی مشکل سے جب اس نے پوری طرح کھڑے ہونے کی کوشش کی تو اس کے آگے کے پاؤں سے منتشر سا غبار اٹھ کر دھوئیں کی طرح آسمان کی طرف چڑھنے لگا۔ میں نے تیروں سے فال نکالی لیکن اس مرتبہ بھی وہی فال آئی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ اس وقت میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امان کے لئے پکارا۔ میری آواز پر وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا۔ ان تک برے ارادے کے ساتھ پہنچنے سے جس طرح مجھے روک دیا گیا تھا، اسی سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت غالب آکر رہے گی۔ اس لئے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کی قوم نے آپ کے مارنے کے لئے سو اونٹوں کے انعام کا اعلان کیا ہے۔ پھر میں نے آپ کو قریش کے ارادوں کی اطلاع دی۔ میں نے ان حضرات کی خدمت میں کچھ توشہ اور سامان پیش کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول نہیں فرمایا مجھ سے کسی اور چیز کا بھی مطالبہ نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ہمارے متعلق راز داری سے کام لینا لیکن میں نے عرض

کیا کہ آپ میرے لئے ایک امن کی تحریر لکھ دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے چمڑے کے ایک رقعہ پر تحریر امن لکھ دی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے۔ ابن شہاب نے بیان کیا اور انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آرہے تھے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سفید پوشاک پیش کی۔ ادھر مدینہ میں بھی مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے ہجرت کی اطلاع ہو چکی تھی اور یہ لوگ روزانہ صبح کو مقام حرہ تک آتے اور انتظار کرتے رہتے لیکن دوپہر کی گرمی کی وجہ سے (دوپہر کو) انہیں واپس جانا پڑتا تھا ایک دن جب بہت طویل انتظار کے بعد سب لوگ آگئے اور اپنے گھر پہنچ گئے تو ایک یہودی اپنے ایک محل پر کچھ دیکھنے چڑھا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا سفید سفید چلے آرہے ہیں۔ (یا تیزی سے جلدی جلدی آرہے ہیں) جتنا آپ نزدیک ہورہے تھے اتنی ہی دور سے پانی کی طرح ریتی کا چمکنا کم ہوتا جاتا۔ یہودی بے اختیار چلا اٹھا کہ اے عرب کے لوگو! تمہارے یہ بزرگ سردار آگئے جن کا تمہیں انتظار تھا۔ مسلمان ہتھیار لے کر دوڑ پڑے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام حرہ پر استقبال کیا۔ آپ نے ان کے ساتھ داہنی طرف کا راستہ اختیار کیا اور بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں قیام کیا۔ یہ ربیع الاول کا مہینہ اور پیر کا دن تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں سے ملنے کے لئے کھڑے ہوگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھے رہے۔ انصار کے جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا، وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی کو سلام کر رہے تھے۔ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ پڑنے لگی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کیا۔ اس وقت سب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عمرو بن عوف میں تقریباً دس راتوں تک قیام کیا اور وہ مسجد (قبا) جس کی بنیاد تقویٰ پر قائم ہے وہ اسی دوران میں تعمیر ہوئی اور آپ نے اس میں نماز پڑھی پھر (جمعہ کے دن) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ پیدل روانہ ہوئے۔ آخر آپ کی سواری مدینہ منورہ میں اس مقام پر آکر بیٹھ گئی جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ اس مقام پر چند مسلمان ان دنوں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ یہ جگہ سہیل اور سہل (رضی اللہ عنہما) دو یتیم بچوں کی تھی اور کھجور کا یہاں کھلیان لگتا تھا۔ یہ دونوں بچے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے جب آپ کی اونٹنی وہاں بیٹھ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان شاء اللہ یہی ہمارے قیام کی جگہ ہوگی۔ اس کے بعد آپ نے دونوں یتیم بچوں کو بلایا اور ان سے اس جگہ کا معاملہ کرنا چاہا تاکہ وہاں مسجد تعمیر کی جاسکے۔ دونوں بچوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم یہ جگہ آپ کو مفت دے دیں گے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے مفت طور پر قبول کرنے سے انکار کیا۔ زمین کی قیمت ادا کر کے لے لی اور وہیں مسجد تعمیر کی۔ اس کی تعمیر کے وقت خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اینٹوں کے ڈھونے میں شریک تھے۔ اینٹ ڈھوتے وقت آپ فرماتے جاتے تھے کہ "یہ بوجھ خیبر کے بوجھ نہیں ہیں بلکہ اس کا اجر و ثواب اللہ کے یہاں باقی رہنے والا ہے اس میں بہت طہارت اور پاکی ہے" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے کہ "اے اللہ! اجر تو بس آخرت ہی کا ہے پس، تو انصار اور مہاجرین پر اپنی رحمت نازل فرما" اس طرح آپ نے ایک مسلمان شاعر کا شعر پڑھا جن کا نام مجھے معلوم نہیں، ابن شہاب نے بیان کیا کہ احادیث سے ہمیں یہ اب تک معلوم نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شعر کے سوا کسی بھی شاعر کے پورے شعر کو کسی موقعہ پر پڑھا ہو۔[7]

دوسری روایت میں کچھ اس طرح ہے۔

اسی سفر میں دوسرے یا تیسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اُمّ معبد خزاعیہ کے خیمے سے ہوا۔ یہ خیمہ قدید کے اطرف میں مشلل کے اندر واقع تھا۔ اس کا فاصلہ مکہ مکرمہ سے ایک سو تیس (۱۳۰) کیلو میٹر ہے۔ اُمّ معبد ایک نمایاں اور توانا خاتون تھیں۔ ہاتھ میں گھٹنے ڈالے خیمے کے صحن میں بیٹھی رہتیں اور آنے جانے والے کو کھلاتی پلاتی رہتیں۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ پاس میں کچھ ہے؟ بولیں: واللہ! ہمارے پاس کچھ ہوتا تو آپ لوگوں کی میزبانی میں تنگی نہ ہوتی۔ بکریاں بھی دور دراز ہیں۔ یہ قحط کا زمانہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ خیمے کے ایک گوشے میں ایک بکری ہے۔ فرمایا: ام معبد! یہ کیسی بکری ہے؟ بولیں: اسے کمزوری نے ریوڑ سے پیچھے چھوڑ رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اس میں کچھ دودھ ہے؟ بولیں: وہ اس سے کہیں زیادہ کمزور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اجازت ہے کہ اسے دھولوں؟ بولیں: ہاں، میرے ماں باپ تم پر قربان۔ اگر تمہیں اس میں دودھ دکھائی دے رہا ہے تو ضرور دھولو۔ اس گفتگو کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا، اللہ کا نام لیا اور دعا کی۔ بکری نے پاؤں پھیلا دیئے۔ تھن میں بھرپور دودھ اُتر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبد کا ایک بڑا سا برتن لیا جو ایک جماعت کو آسودہ کر سکتا تھا اور اس میں اتنا دوہا کہ جھاگ اوپر آگیا۔ پھر ام معبد کو پلایا، وہ پی کر شکم سیر ہو گئیں تو اپنے ساتھیوں کو پلایا۔ وہ بھی شکم سیر ہو گئے تو خود پیا، پھر اسی برتن میں دوبارہ اتنا دودھ دوہا کہ برتن بھر گیا اور اسے امِ معبد کے پاس چھوڑ کر آگے چل پڑے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ان کے شوہر ابو معبد اپنی کمزور بکریوں کو، جو دُبلے پن کی وجہ سے مریل چال چل رہی تھیں، ہانکتے ہوئے آپہنچے۔ دودھ دیکھا تو حیرت میں پڑ گئے۔ پوچھا: یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ جبکہ بکریاں دور دراز تھیں اور گھر میں دودھ دینے والی بکری نہ تھی؟ بولیں: واللہ!

کوئی بات نہیں سوائے اس کے کہ ہمارے پاس سے ایک بابرکت آدمی گزرا جس کی ایسی اور ایسی بات تھی اور یہ اور یہ حال تھا۔ ابو معبد نے کہا: یہ تو وہی صاحب قریش معلوم ہوتا ہے جسے قریش تلاش کر رہے ہیں۔ اچھا ذرا اس کی کیفیت تو بیان کرو۔ اس پر اُمِ معبد نے نہایت دلکش انداز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کا ایسا نقشہ کھینچا کہ گویا سننے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہے۔۔ کتاب کے اخیر میں یہ اوصاف درج کیے جائیں گے۔۔ یہ اوصاف سن کر ابو معبد نے کہا: واللہ! یہ تو وہی صاحبِ قریش ہے جس کے بارے میں لوگوں نے قسم قسم کی باتیں بیان کی ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اختیار کروں اور کوئی راستہ ملا تو ایسا ضرور کروں گا۔ ادھر مکے میں ایک آواز ابھری جسے لوگ سن رہے تھے مگر اس کا بولنے والا دکھائی نہیں پڑ رہا تھا۔ آواز یہ تھی:

> "اللہ رب العرش ان دو رفیقوں کو بہتر جزا دے جو امِ معبد کے خیمے میں نازل ہوئے۔ وہ دونوں خیر کے ساتھ اترے اور خیر کے ساتھ روانہ ہوئے اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق ہوا وہ کامیاب ہوا۔ ہائے قصی! اللہ نے اس کے ساتھ کتنے بے نظیر کارنامے اور سرداریاں تم سے سمیٹ لیں۔ بنو کعب کو ان کی خاتون کی قیام گاہ اور مومنین کی نگہداشت کا پڑاؤ مبارک ہو۔ تم اپنی خاتون سے اس کی بکری اور برتن کے متعلق پوچھو۔ تم خود بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی شہادت دے گی۔[8]

7: ام سلیم رض کے تعاملات

ام سلیم رض جلیل القدر صحابیہ اور ان صحابیات میں شمار ہوتی ہیں۔ کہ جو مہمان نوازی کی صفت سے متصف ہیں۔ چنانچہ حضور ص ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو فرط جذبات سے ان کا استقبال کرتیں۔ آپ کی خدمت میں مقدور بھر کھانا پیش کرتیں۔ ان سب تفصیلات کو ذیلی سطور میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

ہم سے محمد بن مثنی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے خالد نے (جو حارث کے بیٹے ہیں) بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم رضی اللہ عنہا نامی ایک عورت کے یہاں تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجور اور گھی پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ گھی اس کے برتن میں رکھ دو اور یہ کھجوریں بھی اس کے برتن میں رکھ دو کیوں کہ میں تو روزے سے ہوں، پھر آپ نے گھر کے ایک کنارے میں کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے گھر والوں کے لیے دعا کی، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ میرا ایک بچہ لاڈلا بھی تو ہے (اس کے لیے بھی تو دعا فرما دیجئے) فرمایا کون ہے انہوں نے کہا آپ کا خادم انس (رضی اللہ عنہ) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا اور آخرت کی کوئی خیر و بھلائی نہ چھوڑی جس کی ان کے لیے دعا نہ کی ہو۔ آپ نے دعا میں یہ بھی فرمایا اے

اللہ ! اسے مال اور اولاد عطا فرما اور اس کے لیے برکت عطا کر (انس رضی اللہ عنہ کا بیان تھا کہ) چنانچہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار رہوں۔ اور مجھ سے میری بیٹی امینہ نے بیان کیا حجاج کے بصرہ آنے تک میری صلبی اولاد میں سے تقریباً ایک سو بیس دفن ہو چکے تھے۔ ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا، انہیں یحییٰ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے حمید نے بیان کیا، اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کے ساتھ۔[9]

8: ام ہانی رضی اللہ عنہا کے تعاملات

صحابیات میں سے ام ہانی رض نبی ص کی رشتہ دار کی حیثیت سے بھی شہرت رکھتی ہیں کیونکہ بنت ابی طالب ہیں۔ صحابیہ کی حیثیت سے بھی اور مہمان نواز کی حیثیت سے بھی معروف ہیں۔ نبی ص ان کے ہاں تشریف فرما ہوئے تو جو گھر میں تھا خدمت میں پیش کر دیا۔ ان روح پرور مناظر کو ذیل میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا: 'کیا تمہارے پاس (کھانے کے لیے) کچھ ہے؟' میں نے عرض کیا: نہیں، صرف روٹی کے چند خشک ٹکڑے اور سرکہ ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: 'اسے لاؤ، وہ گھر سالن کا محتاج نہیں ہے جس میں سرکہ ہو'۔[10]

اسی طرح تفسیری روایات کے مطابق معراج کی رات حضور ص انہیں کے ہاں تشریف فرما تھے۔

> **سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ**
>
> ترجمہ: پاک ہے (۱) وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے (۲) کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ (۳) تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے (۴) رکھی ہے اس لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں (۵) یقیناً اللہ تعالیٰ خوب سننے دیکھنے والا ہے۔

تفسیر: بیہقی وغیرہ میں کئی ایک صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ {رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی کے مکان پر سوئے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے فارغ ہو گئے تھے۔ وہیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔}[11]

> **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَا اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ**

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، کہ مجھ سے کہا ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا تھا کہ جب قریش نے (معراج کے واقعہ کے سلسلے میں) مجھ کو جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو روشن کر دیا اور میں نے اسے دیکھ کر قریش سے اس کے پتے اور نشان بیان کرنا شروع کر دیئے۔

تشریح: معراج کی رات کو آپ ام ہانی کے گھر میں تھے، تو مسجد حرام سے حرم کی زمین مراد ہے۔ آپ کا معراج مکہ سے بیت المقدس تک تو قطعی ہے۔ جو قرآن پاک سے ثابت ہے اس کا منکر قرآن کا منکر ہے اور قرآن کا منکر کافر ہے اور بیت المقدس سے آسمانوں تک صحیح حدیث سے ثابت ہے اس کا منکر گمراہ اور بدعتی ہے۔ حافظ نے کہا اکثر علماء سلف اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ یہ معراج جسم اور روح دونوں کے ساتھ بیداری میں ہوا۔ یہی امر حق ہے۔ بیہقی کی روایت میں یوں ہے کہ آپ نے جب معراج کا قصہ بیان کیا تو کفار قریش نے انکار کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہوں نے آپ کی تصدیق کر دی اس دن سے ان کا لقب صدیق رضی اللہ عنہ ہو گیا۔ بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بیت المقدس کی مسجد لائی گئی اور عقیل کے گھر کے پاس رکھ دی گئی۔ میں اس کو دیکھتا جاتا اور اس کی صفت بیان کرتا جاتا تھا۔ بعض نے کہا کہ اسراء اور معراج دونوں الگ الگ راتوں میں ہوئے ہیں کیونکہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہر دو کو الگ الگ بابوں میں بیان کیا ہے مگر خود حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلوۃ میں یہ باب باندھا ہے کہ لیلۃ الاسراء میں نماز کس طرح فرض ہوئی۔ معلوم ہوا کہ اسراء اور معراج ایک ہی رات میں ہوئے ہیں۔

اسلامی معاشرت میں خواتین کا کردار

عہد نبوی ﷺ کی خواتین کی تعلیمات کا جدید دور میں اطلاق

عہد نبوی ﷺ کی خواتین، جیسے کہ حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت فاطمہؓ، اور دیگر صحابیات، نے اسلامی معاشرت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان خواتین کی زندگیوں میں دین کی محبت، قربانی، علم کی جستجو، اور اسلامی اصولوں کی پابندی کی واضح مثالیں ملتی ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کی تجارت میں کامیابی، حضرت عائشہؓ کی علمی فتوحات، اور حضرت فاطمہؓ کی سادگی و زہد، سب نے معاشرتی و دینی زندگی میں اہمیت کا حامل بنایا۔

جدید دور میں ان تعلیمات کا اطلاق اس طرح ہو سکتا ہے کہ مسلمان خواتین تعلیم و تعلم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، کاروبار اور معیشت میں اپنی قابلیت کا اظہار کریں، اور دین و دنیا میں توازن پیدا کریں۔ آج کی خواتین کو اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ عہد نبوی کی خواتین کی طرح دینی و دنیاوی امور میں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ان کا بہترین طریقے سے نبھائیں۔[12]

اسلامی معاشرت میں خواتین کے کردار کی اہمیت

اسلامی معاشرت میں خواتین کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ قرآن و سنت میں خواتین کے حقوق و فرائض کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ خواتین کو عزت و احترام دینا اور ان کی صلاحیتوں کو پہچاننا اسلامی معاشرت کا حصہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خواتین کے حقوق کی حفاظت کی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا۔ خواتین کی تربیت اور تعلیم اسلامی معاشرت کی بنیادوں کو مضبوط کرتی ہے۔ ایک عورت کی تربیت ایک نسل کی تربیت ہوتی ہے، اس لیے اسلام نے عورتوں کی تعلیم و تربیت پر زور دیا ہے۔ اسلامی معاشرت میں خواتین کا کردار نہ صرف خاندان کی دیکھ بھال تک محدود ہے بلکہ وہ معاشرتی ترقی اور اصلاح میں بھی اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

معاشرتی اصلاح اور خواتین کی شراکت

اسلامی معاشرت میں معاشرتی اصلاح میں خواتین کی شراکت نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ خواتین کی تعلیم و تربیت، ان کی معاشرتی اور دینی شعور میں اضافہ، اور ان کی خود مختاری معاشرتی اصلاح کے لئے ناگزیر ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں خواتین نے مختلف میدانوں میں اپنی خدمات پیش کیں، جیسے کہ تعلیم، تجارت، جنگی امور، اور سماجی خدمات۔ آج کے دور میں خواتین کی شراکت معاشرتی اصلاح کے لئے مختلف طریقوں سے ہو سکتی ہے، جیسے کہ تعلیمی اداروں میں تدریس، صحت کے شعبے میں خدمات، خیراتی کاموں میں حصہ لینا، اور خاندان کی تربیت میں بہتر کردار ادا کرنا۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق خواتین کا مقام معاشرتی اصلاح میں نہایت بلند ہے اور ان کی شرکت کے بغیر معاشرتی ترقی ممکن نہیں۔[13]

خلاصہ کلام

اس مقالے میں عہد نبوی ﷺ کی خواتین کے اسلامی معاشرت میں کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہم نے عہد نبوی ﷺ کے دور میں خواتین کے حالات، حقوق، اور معاشرتی حیثیت کے بارے میں تفصیل سے بات کی۔ اسلامی تعلیمات نے خواتین کو عزت، حقوق، اور فرائض کی پہچان دی، جس نے معاشرت میں ان کا مقام بلند کیا۔ نبی کریم ﷺ کی سنت اور قرآن کریم کی تعلیمات کے تحت خواتین کو علم حاصل کرنے، تجارت کرنے، اور معاشرتی اصلاح میں حصہ لینے کی آزادی ملی۔

تحقیق کے اہم نتائج

1. عہد نبوی ﷺ کی خواتین کی زندگیوں سے یہ سبق ملتا ہے کہ تعلیم اور تربیت خواتین کی شخصیت سازی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جدید دور میں بھی خواتین کو تعلیم کے مواقع فراہم کرنا ضروری ہے تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بہتر بنا سکیں۔

2. خواتین کا معاشرتی کردار صرف گھریلو ذمہ داریوں تک محدود نہیں ہے، بلکہ وہ مختلف شعبوں میں خدمات انجام دے سکتی ہیں۔ عہد نبوی ﷺ کی خواتین نے علم، تجارت، اور دیگر معاشرتی خدمات میں حصہ لے کر اس بات کی مثال قائم کی۔

3. اسلام نے خواتین کے حقوق کو تسلیم کیا اور انہیں معاشرت میں اہم مقام دیا۔ ان حقوق کا تحفظ اور عمل میں لانا اسلامی معاشرت کے لئے ناگزیر ہے۔

4. عہد نبوی ﷺ کی خواتین کی زندگیوں سے یہ سبق ملتا ہے کہ خواتین معاشرتی اصلاح میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ ان کی شراکت کے بغیر معاشرتی ترقی ممکن نہیں۔

5. عہد نبوی ﷺ کی خواتین کی تعلیمات کا جدید دور میں اطلاق کرتے ہوئے، مسلمان خواتین کو مختلف شعبوں میں حصہ لینے اور اپنی صلاحیتوں کا استعمال کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کرنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] Asma Afsaruddin. The First Muslims: History and Memory. Oxford: Oneworld Publications, 2008.
[2] Leila Ahmed. Women and Gender in Islam: Historical Roots of a Modern Debate. New Haven: Yale University Press, 1992.
[3] Karen Armstrong. Muhammad: A Prophet for Our Time. New York: HarperCollins, 2006.

[4] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب: فتنے اور علاماتِ قیامت، جساسہ کا قصہ، حدیث نمبر:7386

[5] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب: طلاق کے احکام و مسائل، جس عورت کو طلاق بائنہ دی گئی ہو اسے خرچہ نہیں دیا جاتا، حدیث نمبر:3707

[6] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب: زکوۃ کے احکام و مسائل، خرچ کرنے کی ترغیب اور شمار کرنے پر ناپسندیدگی، حدیث نمبر:2375

[7] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب: انصار کے مناقب، باب: نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنا، حدیث نمبر:3906

[8] مبارکپوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، صفحہ نمبر:867

[9] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ،کتاب: روزے کے مسائل کا بیان ،باب: جو شخص کسی کے ہاں بطور مہمان ملاقات کے لیے گیا اور ان کے یہاں جاکر اس نے اپنا نفلی روزہ نہیں توڑا، حدیث نمبر:1982

[10] الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، جامع ترمذی، ،کتاب: کھانے کے احکام و مسائل، سرکہ کا بیان، حدیث نمبر:1842

[11] سورۃ الإسراء، آیت نمبر:1، تفسیر ابن کثیر

[12] Aisha Geissinger. Gender and Muslim Constructions of Exegetical Authority: A Rereading of the Classical Genre of Qurʾān Commentary. Leiden: Brill, 2015.

[13] Fatima Mernissi. The Veil and the Male Elite: A Feminist Interpretation of Women's Rights in Islam. Translated by Mary Jo Lakeland. Reading, MA: Addison-Wesley Publishing Company, 1991.